# SUNDAY نئی بات

sundaymag@naibaat.com
21 تا 27 اپریل 2024ء

## علامہ اقبال اور رومانویت

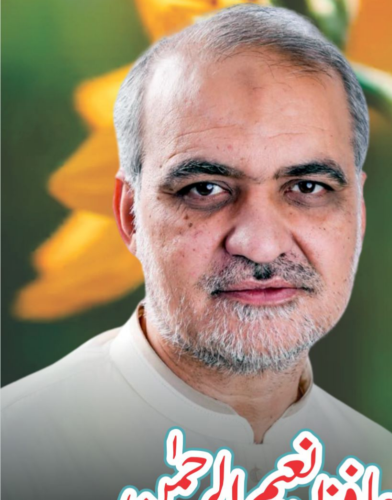

## حافظ نعیم الرحمٰن
نئے امیر جماعت اسلامی کون؟

## شان کی بیٹی باپ کے نقش قدم پر

سمر اور تہوار کے دن ہیں
گرما اور تہوار کے دن ہیں

### سمندر کی تہہ میں چھپے خزانوں کے حصول کی جنگ

### ایران اسرائیل کل کے دوست آج کے دشمن

# کل کے دوست آج کے دشمن

# تاریخ میں پہلی مرتبہ ایران کا اسرائیل پر حملہ

## اسرائیل ایران 1979ء سے پہلے تک اتحادی، ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد دونوں کے درمیان فاصلے بڑھ گئے

شہریار اشرف


شام کے دارالحکومت دمشق میں ایرانی قونصلیٹ پر ہونے والے حملے کے بعد ایران نے اسرائیل کی جانب گزشتہ ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب ڈرونز اور میزائل داغے تھے۔اسرائیل نے یہ تسلیم تو نہیں کیا کہ قونصلیٹ پر حملہ اس نے کیا لیکن عام تاثر یہی ہے کہ اسرائیل ہی اس حملے کے پیچھے ہے۔یہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ ایران نے اسرائیل پر اپنی سرزمین سے حملہ کیا۔اس سے پہلے ایران اور اسرائیل ایک دوسرے کے ساتھ کئی سال تک ایک 'شیڈو وار' میں آمنے سامنے رہے جس میں وہ ایک دوسرے کے اثاثوں پر حملے کرتے رہے ہیں لیکن اس کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے۔ان حملوں کی تعداد میں غزہ میں حالیہ جنگ کے دوران تیزی سے اضافہ دیکھنے کو ملا تھا۔

یہ پڑھ کر آپ کو حیرانی ہو گی کہ اسرائیل اور ایران 1979 سے پہلے تک اتحادی تھے تاہم ایران میں اسلامی انقلاب آنے کے بعد سے دونوں ممالک کے درمیان فاصلے بڑھنے لگے کیونکہ اسرائیل کی مخالفت ایرانی حکومت کے بیانیے کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ایران اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتا اور اس کا خاتمہ چاہتا ہے۔ملک کے رہبرِ اعلیٰ آیت اللہ علی خامنہ ای نے اسرائیل کو اس سے قبل 'کینسر کی رسولی' سے تشبیہ دی تھی جس کا 'بلاشبہ خاتمہ بھی کیا جائے گا اور یہ تباہ بھی ہو گا۔'اسرائیل کا ماننا ہے کہ ایران اس کی سلامیت کے لیے خطرہ ہے اور یہ بات ایران کے بیانیے سے بھی عیاں ہے۔اس کے علاوہ ایران کی جانب سے پراکسی گروہ بھی بنائے گئے ہیں جو اسرائیل کو تباہ کرنے کی بات کرتے ہیں اور ساتھ ہی ایران فلسطینی عسکریت پسند گروہ حماس اور لبنانی عسکریت پسند گروہ حزب اللہ کی فنڈنگ کرتا ہے۔اس کے علاوہ ایران خفیہ طور پر جوہری ہتھیار بنانے کے لیے کوشاں ہے لیکن ایران اس الزام کی تردید کرتا رہا ہے۔

ایران کا کہنا ہے کہ ہفتے کی رات اسرائیل پر حملہ یکم اپریل کو شام کے دارالحکومت دمشق میں ایرانی قونصل خانے کی عمارت پر کیے گئے فضائی حملے کا جواب ہے، جس میں ایران کے سینیئر کمانڈر ہلاک ہوئے تھے۔ایران نے اسرائیل کو اس فضائی حملے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے جسے ایران اپنی خودمختاری کی خلاف ورزی قرار دیتا ہے۔اسرائیل نے ابھی تک اس حملے کی ذمہ داری قبول نہیں کی تاہم وسیع پیمانے پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے اسرائیل کا ہاتھ تھا۔اس حملے میں ایران کے پاسدارانِ انقلاب (آئی جی آر سی) کی بیرون ملک شاخ قدس فورس کے ایک سینیئر کمانڈر بریگیڈیئر جنرل محمد رضا زاہدی سمیت 13 افراد ہلاک ہوئے۔ اسرائیل کا الزام ہے کہ وہ ایران کی جانب سے لبنان کے شیعہ گروہ حزب اللہ کو مسلح کرنے والے آپریشن میں ایک اہم کردار کے حامل تھے۔دمشق میں قونصل خانے پر حملہ ایرانی اہداف کے خلاف کیے گئے ان دیگر فضائی حملوں سے مماثلت رکھتا ہے جس کے پیچھے اسرائیل کا ہاتھ ہے۔حالیہ مہینوں میں شام میں کیے گئے فضائی حملوں میں پاسدارانِ انقلاب کے کئی سینیئر کمانڈر ہلاک ہوئے ہیں۔اسرائیل کا الزام ہے کہ پاسدارانِ انقلاب شام کے راستے حزب اللہ کو ہتھیاروں اور ساز و سامان فراہم کرتے ہیں، جن میں میزائل بھی شامل ہیں۔اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ وہ ان ترسیلات کو روکنے کے ساتھ ساتھ شام میں ایران کی فوجی پوزیشن کو مضبوط کرنے سے روکنے کی کوششیں کر رہا ہے۔

ایران نے امریکی اور اسرائیلی مفادات کو چیلنج کرنے کے لیے مشرق وسطیٰ میں اتحادیوں اور پراکسی قوتوں کا ایک نیٹ ورک بنایا۔شام ایران کا سب سے اہم اتحادی ہے۔ایران نے روس کے ساتھ مل کر بشار الاسد کی شامی حکومت کی دہائیوں سے جاری خانہ جنگی سے نکلنے میں مدد کی ہے۔ایران کی پشت پناہی کرنے والے مسلح گروپوں میں حزب اللہ لبنان میں سب سے زیادہ طاقتور ہے۔اسرائیل اور حماس کے درمیان جنگ شروع ہونے کے بعد سے یہ تقریباً روزانہ کی بنیاد پر اسرائیل کے ساتھ سرحد پار فائرنگ کا تبادلہ کر رہا ہے۔سرحد کے دونوں طرف دسیوں ہزار شہری اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہیں۔ایران عراق میں کئی شیعہ ملیشیا کی حمایت کرتا ہے جنہوں نے عراق، شام اور اردن میں امریکی اڈوں پر راکٹ فائر کیے ہیں۔امریکہ نے اردن میں ایک فوجی چوکی پر اپنے تین فوجیوں کی ہلاکت کے بعد جوابی کارروائی کی تھی۔یمن میں ایران حوثیوں کی مدد کرتا ہے جو ملک کے سب سے زیادہ آبادی والے علاقوں کو کنٹرول کرتے ہیں۔

غزہ میں حماس کی حمایت ظاہر کرنے کے لیے حوثیوں نے اسرائیل پر میزائل اور ڈرون فائر کیے ہیں اور یمن کے ساحلوں کے قریب سے گزرنے والے تجارتی جہازوں پر بھی حملہ کیا، جس سے کم از کم ایک جہاز ڈوب گیا۔امریکہ اور برطانیہ نے جواب میں حوثیوں کے ٹھکانوں پر حملہ کیا تھا۔اسرائیل کا الزام ہے کہ ایران حماس سمیت فلسطینی مسلح گروپس کو بھی ہتھیار اور تربیت فراہم کرتا ہے جنہوں نے گزشتہ برس سات اکتوبر کو اسرائیل پر حملہ کیا تھا۔اسرائیل پر یہ حملہ غزہ میں جنگ چھڑنے کا سبب بنا جس سے ایران، اس کی پراکسیز اور مشرقِ وسطیٰ میں اسرائیلی اتحادیوں کے درمیان محاذ آرائی شروع ہوئی تاہم ایران سات اکتوبر کو ہونے والے حملے میں اپنے کسی بھی کردار سے انکار کرتا ہے۔ایران جغرافیائی طور پر اسرائیل سے بہت بڑا ملک ہے اور اس کی آبادی تقریباً نو کروڑ افراد پر مشتمل ہے جو اسرائیل سے تقریباً دس گنا زیادہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس کی فوجی طاقت بھی اسرائیل سے زیادہ ہے۔ایران نے میزائلوں اور ڈرونز میں بہت زیادہ سرمایہ کاری کی ہے۔اس کے پاس ہتھیاروں کا اپنا ایک وسیع ذخیرہ ہے لیکن اسرائیل کا دعویٰ ہے کہ وہ خطے میں اپنی پراکسیز یعنی یمن میں حوثیوں اور لبنان میں حزب اللہ کو بھی کافی مقدار میں ہتھیار سپلائی کر رہا ہے۔مگر ایران کے پاس جدید فضائی دفاعی نظام اور لڑاکا طیاروں کی کمی ہے۔خیال کیا جاتا ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے روس، یوکرین کی جنگ میں مدد کے بدلے ایران کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ایران کے برعکس اسرائیل کے پاس دنیا کی جدید ترین فضائی افواج میں سے ایک ہے۔آئی آئی ایس ایس کی ملٹری بیلنس رپورٹ کے مطابق اسرائیل کے پاس جیٹ طیاروں کے کم از کم 14 سکواڈرن ہیں جن میں ایف 16، ایف 15 اور جدید ترین ایف 35 سٹیلتھ جیٹ شامل ہیں۔اسرائیل کو دشمن کے علاقے میں گہرائی تک حملے کرنے کا تجربہ بھی حاصل ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اسرائیل کے پاس جوہری ہتھیار موجود ہیں لیکن وہ جان بوجھ کر ابہام کی سرکاری پالیسی برقرار رکھے ہوئے ہے۔ایران کے پاس جوہری ہتھیار نہیں اور وہ اس الزام سے بھی انکار کرتا ہے کہ وہ جوہری ہتھیار رکھنے والی ریاست بننے کے لیے اپنے سویلین جوہری پروگرام کا استعمال کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔عالمی نیوکلیئر واچ ڈاگ کے مطابق گزشتہ سال انہوں نے ایران کی زیر زمین فورڈو سائٹ پر یورینیم کے ذرات کو 83.7 فیصد تک پایا (ہتھیاروں کے درجے کے بہت قریب) ایران کا کہنا ہے کہ افزودگی کی سطح میں 'غیر ارادی اتار چڑھاؤ' ہو سکتا ہے۔ایران دو سال سے زائد عرصے سے عالمی طاقتوں کے ساتھ 2015 کے جوہری معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یورینیم کو 60 فیصد تک افزودہ کر رہا ہے۔تاہم جب 2018 میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے یکطرفہ طور پر اس معاہدے سے دستبرداری اختیار کی اور ایران پر پابندیوں کو بحال کیا تو اس کے بعد سے یہ معاہدہ تقریباً ختم ہونے کے قریب ہے۔اسرائیل نے جوہری معاہدے کی مخالفت کی تھی۔ایرانی حملے کے بعد اسرائیلی وزیراعظم نتن یاہو کا کہنا تھا کہ ہم نے اسے روک کر ناکام بنایا اور مل کر ہم یہ جنگ جیتیں گے۔لیکن برطانیہ کے متعدد وزرائے اعظم کے خارجہ پالیسی کے مشیر اور لبنان میں برطانیہ کے سابق سفیر ٹام فلیچر کا کہنا ہے کہ ایرانی حملہ اس کی صلاحیت اور رسائی کا غیر معمولی مظاہرہ تھا۔انہوں نے خبردار کیا کہ ایران اور اسرائیل دونوں ممالک کی قیادتیں اندورنی طور دباؤ میں ہیں، انہیں بین الاقوامی تنقید کا سامنا ہے اور وہ جنگ کی آگ سے کھیلنے کے لیے تیار ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ ایسا لگتا ہے کہ ایران نے بہت سوچ سمجھ کر احتیاط سے یہ حملہ کیا۔

☆☆☆☆

# سمندر میں چھُپے خزانے عالمی طاقتوں میں کشیدگی کے موجب

## دنیا کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کیلئے تقریباً تین ارب ٹن معدنیات نکالنی ہوں گی

حسیب اظہر

دُنیا کی تاریخ زمین اور سمندروں پر ہونے والے تنازعات سے بھری پڑی ہے لیکن اب یہ تنازعات شاید سطح سمندر سے نکل کر اس کی عمیق گہرائی میں جاتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ سطح سمندر سے ہزاروں میٹر نیچے ایسے معدنیاتی وسائل کے بڑے ذخیرے موجود ہیں جس کی مدد سے نا صرف دُنیا میں توانائی کا شعبہ ترقی کر سکتا ہے بلکہ موسمیاتی تبدیلی کے خلاف جنگ میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ اِن معدنیات کا استعمال عسکری ساز و سامان اور ہتھیار بنانے میں بھی کیا جا سکتا ہے۔ سمندر کی گہرائیوں میں پائی جانے والی یہ معدنیات تا حال کسی ملک نے نہیں نکالی ہیں، تاہم چین، انڈیا اور روس کی نجی اور سرکاری ایجنسیاں اب اِن معدنیات کو حاصل کرنے کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ متعدد ممالک اور ایجنسیوں نے اقوامِ متحدہ سے منسلک ادارے ''انٹرنیشنل سی بیڈ اتھارٹی'' سے سمندر میں ان معدنیات کی تلاش کے لیے لائسنس حاصل کر لیے ہیں۔ ان معدنیات کے حوالے سے ان تمام ممالک اور کمپنیوں کی نظریں شمالی بحیرہ الکاہل کے کلیرین کلپرٹن زون، شمالی بحیرہ اوقیانوس کے مڈ اٹلانٹک رِج اور بحیرہ ہند پر ہیں۔ امریکہ بھی اپنی حدود میں موجود سمندری علاقے سے یہ معدنیات نکالنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ امریکہ نے اقوام متحدہ کے سمندری قوانین کے کنونشن پر دستخط نہیں کیے ہیں اس لیے ان کی جانب سے اپنے ملک کی حدود میں موجود سمندر سے آگے نکل کر بین الاقوامی سمندری حدود میں معدنیات کی تلاش کی کوشش نہیں کی جا رہی۔ ''انٹرنیشنل سی بیڈ اتھارٹی'' کی جانب سے اب تک سمندر میں معدنیات کی تلاش کے 31 اجازت نامے جاری کیے گئے ہیں۔ ان میں سے 17 اجازت نامے کلیرین کلپرٹن زون، جو کہ ہوائی اور میکسیکو کے درمیان واقع ہے، میں معدنیات کی تلاش کے لیے جاری کیے گئے ہیں۔ کلیرین کلپرٹن زون میں ''پولی میٹیلک'' کے ذخائر موجود ہیں جو کہ آلو کی شکل کا ایک پتھر ہے اور اس میں مینگنیز، کوبالٹ، نِکل اور تانبہ وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ ان معدنیات میں موجود لیتھیم اور گریفائٹ کا استعمال الیکٹرک گاڑیاں، سولر پینلز، پن چکیوں اور بیٹریاں بنانے میں ہوتا ہے۔

انٹرنیشنل سی بیڈ اتھارٹی کے مطابق چین کے پاس زیرِ سمندر معدنیات کی تلاش کیلئے پانچ اور روس کے پاس چار لائسنس ہیں، انڈیا ''انٹرنیشنل سی بیڈ اتھارٹی'' سے دو لائسنس حاصل کر چکا ہے جبکہ وہ مزید دو لائسنس حاصل کرنے کی کوشش میں ہے

دنیا میں گہرے پانیوں میں موجود معدنیاتی ذخائر میں دلچسپی اُس وقت بڑھی جب یہ بات سامنے آئی کہ ان کا استعمال دنیا کو ماحول دوست توانائی کی طرف منتقلی میں مدد دے سکتا ہے۔ انٹرنیشنل انرجی ایجنسی کے مطابق الیکٹرک گاڑیوں کو عام گاڑیوں کے مقابلہ میں ان معدنیات کی ضرورت چھ گُنا زیادہ ہوتی ہے، جبکہ پن چکیوں کو بنانے میں جس ٹیکنالوجی کا استعمال ہوتا ہے اس کی تیاری کے لیے بھی یہ معدنیات درکار ہیں۔ ورلڈ بینک کے ایک اندازے کے مطابق 2050 تک دُنیا کی توانائی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے سمندر میں موجود معدنیاتی ذخائر کو نکالنے کی کوششوں میں پانچ گُنا اضافہ کرنا پڑے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا کی توانائی کی ضروریات کو پورے کرنے کے لیے سمندر کی تہہ سے تقریباً تین ارب ٹن معدنیات اور دیگر دھاتیں نکالنی ہوں گی۔ زیرِ سمندر کان کُنی کے حامی افراد کا کہنا ہے کہ زمین پر روایتی کان کُنی کے طریقوں سے دُنیا کی ضروریات پوری نہیں ہوں گی کیونکہ سطح زمین پر موجود معدنیات کا معیار دن بدن گِرتا جا رہا ہے۔ لیکن زیرِ سمندر معدنیات کی تلاش سے ماحولیاتی آلودگی پھیلنے اور مختلف نئے تنازعات کے پیدا ہونے کے خطرات بھی موجود ہیں۔ اس وقت دنیا میں سطح زمین پر موجود معدنیات نکالنے والے ممالک میں آسٹریلیا، چلی اور چین شامل ہیں۔ آسٹریلیا بڑے پیمانے پر لیتھیم، چلی تانبہ اور چین گریفائٹ پیدا کرتا ہے۔ گریفائٹ کا استعمال سمارٹ فونز اور کمپیوٹرز بنانے میں ہوتا ہے جبکہ کانگو، انڈونیشیا اور جنوبی افریقہ بھی کوبالٹ، نکل، پلاٹینم اور اریڈیم کی بین الاقوامی مارکیٹ میں بڑے کھلاڑی تصور کیے جاتے ہیں۔

چین اپنی زمینی حدود سے باہر بھی ان معدنی ذخائر کو تلاش کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے جس کے سبب اس کے علاقائی حریفوں میں بے چینی بڑھ رہی ہے۔ اب چین نے زیرِ سمندر بھی معدنیات کی تلاش پر نظریں مرکوز کر رکھی ہیں۔ ''انٹرنیشنل سی بیڈ اتھارٹی'' کے مطابق چین کے پاس زیرِ سمندر معدنیات کی تلاش کے لیے پانچ لائسنس موجود ہیں جبکہ روس کے پاس چار لائسنس ہیں۔ انڈیا ''انٹرنیشنل سی بیڈ اتھارٹی'' سے دو لائسنس حاصل کر چکا ہے جبکہ اس کی جانب سے مزید دو لائسنس حاصل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ امریکہ میں واقع ادارے ''ہوریزن ایڈوائزری'' کے شریک بانی ناتھن پکارسک اس حوالے سے کہتے ہیں کہ 'ان معدنیات کے حصول کی کوششوں میں اضافے کے سبب علاقائی تناؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔' بین الاقوامی قابل تجدید توانائی ایجنسی کے مطابق چین دہائیوں سے ایسی ٹیکنالوجی پر کام کر رہا ہے جس سے ان معدنیات کو حاصل کرنے اور ان کو استعمال شدہ بنانے میں اسے کافی مدد مل رہی ہے۔ چین کے پاس اس وقت اچھے معیار کی گریفائٹ اور ڈسپروزیم کی 100 فیصد، کوبالٹ کی 70 فیصد اور لیتھیم اور مینگنیز کی 60 فیصد سپلائی موجود ہے۔ اس کے علاوہ چین نے ان معدنیات اور ان کو بہتر بنانے والی ٹیکنالوجی کی برآمدات پر پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ چین کا کہنا ہے کہ ان اقدامات کا مقصد چین کی قومی سلامتی اور مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔ اس حوالے سے امریکہ کی انرجی سیکریٹری جینیفر گرانہوم نے اگست 2023 میں ایک اجلاس کے دوران کہا تھا کہ 'ہمارا مقابلہ ایک ایسی بڑی طاقت سے ساتھ ہے جو کہ سیاسی طاقت کے حصول کے لیے مارکیٹ کو عدم توازن کا شکار کرنے کے لیے بھی تیار ہے۔' کمیٹی کا کہنا تھا کہ 'حالیہ برسوں میں چین نے قومی سلامتی اور سٹریٹیجک منصوبہ سازی کے لیے زیرِ سمندر معدنیات پولی میٹیلک نوڈیولز کے حصول کی کوششوں کیلئے جارحانہ اقدامات کیے ہیں، امریکہ نے 2022 میں آسٹریلیا، کینیڈا، فن لینڈ، فرانس، جرمنہ، جاپان، جنوبی کوریا، سویڈن، برطانیہ اور یورپی کمیشن کے ساتھ مل کر 'منرلز سکیورٹی پارٹنرشپ' کی بنیاد رکھی تھی۔ اب اٹلی اور انڈیا بھی گروپ کا حصہ بن گئے ہیں۔

اس وقت دنیا میں سطح زمین پر موجود معدنیات نکالنے والے ممالک میں آسٹریلیا، چلی اور چین شامل ہیں۔ آسٹریلیا بڑے پیمانے پر لیتھیم، چلی تانبہ اور چین گریفائٹ پیدا کرتا ہے۔ گریفائٹ کا استعمال سمارٹ فونز اور کمپیوٹرز بنانے میں ہوتا ہے

سمندر کی تہہ میں موجود ان معدنیات کو نکالنے کا کام تا حال نہیں شروع کیا جا سکا ہے اور اس حوالے سے 'انٹرنیشنل سی بیڈ اتھارٹی' قواعد و ضوابط مرتب کر رہی ہے۔ سائنسدانوں اور سمندری ماحول کے تحفظ کے لیے کام کرنے والے ماہرین دُنیا کو خبردار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ زیرِ سمندر کان کُنی کے ماحول پر منفی اثرات بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ ممکنہ طور پر زیرِ سمندر کان کُنی کے حوالے سے قواعد و ضوابط اگلے برس تک تیار کر لیے جائیں گے لیکن اس کے باوجود بھی ایسے بہت سے سوالات باقی ہیں جن کے جوابات کسی کے پاس موجود نہیں۔

# ایما کے ساتھ تعلق، عشق یا سادگی کی انتہا

# شاعر مشرق علامہ محمد اقبال اور رومانویت

## ان کی زندگی میں قیام یورپ ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے

حمیرا جمیل

رومانویت دنیا کے ہر خطے اور ہر کلچر میں موجود ہے۔ادبیات کے سلسلے میں سب سے پہلے1781ء میں وارٹن اور ہرڈ نے یہ لفظ استعمال کیا۔اس کے بعد گوئٹے اور شلر نے1802ء میں ادبیات کے سلسلے میں اس کا اطلاق کرنا شروع کیا۔لیکن شیگل اور مادام ڈی اسٹائل نے اسے ایک اصطلاح کی شکل میں رائج کیا۔اس طرح یہ لفظ جو پہلے زبان کا نام تھا۔اس کے بعد اس زبان کے مخصوص ادبیات اور داستانوں کا لقب بنا پھر ادب میں ماورائیت، آراستگی، عہد وسطیٰ کی قدروں کی نمائندگی کرنے لگا اور آہستہ آہستہ ادب کے ایک مخصوص مزاج کا مظہر بن گیا۔روسو کی اس عظیم آواز کو رومانویت کا مطلع کہا جاتا ہے۔’’انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر جہاں دیکھو وہ پابہ زنجیر ہے۔‘‘ شاید اس لیے روسو کی تھیوری (Return to Nature) نے نہ صرف ادیبوں بلکہ فلسفیوں کو بھی متاثر کیا ہے۔رومانویت میں اوّل حکمرانی تخیل کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ورڈز ورتھ، بلیک، کولرج، شیلے، کیٹس نے تخیل اور جذبات کو اپنی شعری تخلیقات میں بنیادی مقام دیا۔

اقبال کا رومانویت سے بڑا گہرا تعلق ہے۔رومانویت ہمیں اقبال کی اصطلاح میں ایسی خودی کی یاد دلاتی ہے جو اطاعت نفس سے آشنا نہیں اور اسی لیے رومانویت کا جہان فرد کا جہان ہے۔ جماعت کی حیثیت سے یا تو فنی ہے یا سرے سے مفقود ہے۔مخزن کی اشاعت، رومانوی تحریک کا آغاز، اقبال اس تحریک کی نمایاں آواز، اقبال کی شاعری کے پانچ ادوار۔مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے اقبال اردو ادب میں دور رومانویت کا سب سے نمایاں اور عظیم ترین مظہر ہے۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی زندگی میں قیام یورپ ایک اہم موڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔اقبال کا یورپ میں تین سالہ قیام ان کی زندگی میں ایک بڑی تبدیلی کا سبب بنا۔جرمن زبان سیکھنے کے لیے اقبال کو ہائیڈل برگ کا سفر کرنا پڑا۔ہائیڈل برگ جرمنی کا خوبصورت شہر ہے۔ اقبال جرمنی سے فکری، شعری اور جذباتی سطحوں پر متاثر ہوئے۔ایما ویگے ناسٹ سے اقبال کی ملاقات دریائے نیکر کے کنارے واقع سرسبز و شاداب مناظر سے مالا مال قصبے ہائیڈل برگ میں ہوئی تھی۔ایک تو ماحول رومان پرور، اور پر سے اقبال بھرپور جوانی کے عالم میں اور پھر حسین وجمیل ایما۔ایما کی ذہانت اور شخصیت نے اقبال کو بہت متاثر کیا۔اقبال ایما کے نام لکھے گئے ایک خط میں لکھتے ہیں:۔’’میں زیادہ لکھ یا کہہ نہیں سکتا، آپ تصور کرسکتی ہیں کہ میری روح میں کیا ہے۔میری بہت بڑی خواہش ہے کہ میں دوبارہ آپ سے بات کرسکوں اور آپ کو دیکھ سکوں، لیکن میں نہیں جانتا کیا کروں۔جو شخص آپ سے دوستی کر چکا ہو اس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ آپ کے بغیر جی سکے۔‘‘

اقبال کے دل میں ایما کا کیا مقام تھا اور ان کے ایما سے تعلقات کی نوعیت کیا تھی؟ ان کا اندازہ اس خط سے لگایا جاسکتا ہے:۔’’براہ کرم اپنے اس دوست کو مت بھولیے جو آپ کو ہمیشہ اپنے دل میں رکھتا ہے اور جو آپ کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ہائیڈل برگ میں میرا قیام ایک خوبصورت خواب سا لگتا ہے اور میں اس خواب کو دہرانا چاہتا ہوں۔کیا یہ ممکن ہے؟ آپ خوب جانتی ہیں۔‘‘

علامہ اقبال سے متاثر ہونے والی خواتین میں سے ایک عطیہ فیضی تھیں۔عطیہ بیگم بمبئی کے اُس متمول اور ممتاز فیضی خاندان کی چشم و چراغ تھیں۔جو تعلیم اور روشن خیالی کے نقطہ نظر سے ہندوستانی مسلمانوں میں بہت پیش پیش تھا۔اُن کے والد حسن آفندی صاحب ایک بڑے تاجر تھے۔جن کا قیام بسلسلہ تجارت کئی سال تک استنبول (ترکی) میں رہا۔عطیہ ایک غیر معمولی ذہین لڑکی تھی۔15 سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کے لیے سکالرشپ پر انگلستان آگئی۔یہاں فلسفہ اور لٹریچر کی تعلیم حاصل کررہی تھیں۔اقبال سے پہلی ملاقات اپریل1907ء میں مس بیک کے گھر ایک دعوت پر ہوئی۔جو بذات خود مس بیک نے ان کی ملاقات کے لیے ترتیب دی۔اقبال عطیہ سے پہلی ملاقات میں ان کی ذہانت کے دلدادہ ہوگئے۔جس کے کچھ روز بعد اقبال نے ان کو ڈنر پر ایک لندن کے ریستوران میں مدعو کیا۔گویا ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔غرض اقبال کے اپنے تحقیقی مقالہ میں بھی عطیہ بیگم کی مشاورت شامل ہے۔اقبال عطیہ فیضی کو خط میں لکھتے ہیں:۔’’آپ جانتی ہیں کہ میں آپ سے کوئی بات راز نہیں رکھتا۔میرا ایمان ہے کہ ایسا کرنا گناہ ہے۔‘‘ عطیہ فیضی نے اقبال کے علاوہ شبلی نعمانی کو بھی متاثر کیا جس کی تفصیل ’’شبلی کی حیات معاشقہ‘‘ میں مل جاتی ہے۔بعض لوگوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اقبال عطیہ کی محبت میں گرفتار ہوگئے تھے لیکن اقبال کی عطیہ سے دوستی فکری سطح پر تھی اور وہ ان سے فلسفیانہ مباحث کیا کرتے تھے۔عطیہ کے نام لکھے گئے خطوط کا اگر ایما کے نام خطوط سے موازنہ کیا جائے تو فرق رات اور دن کی طرح صاف ہے۔

> ہائیڈل برگ جرمنی کا خوبصورت شہر ہے۔اقبال جرمنی سے فکری، شعری اور جذباتی سطحوں پر متاثر ہوئے۔ایما ویگے ناسٹ سے اقبال کی ملاقات دریائے نیکر کے کنارے واقع سرسبز و شاداب مناظر سے مالا مال قصبے ہائیڈل برگ میں ہوئی تھی

ہائیڈل برگ میں عطیہ نے دیکھا کہ اقبال کے اساتذہ جب انہیں ٹوکتے تھے وہ بچوں کی طرح اپنے ناخن چبانے لگتے۔عطیہ کے بیان کے مطابق اقبال یہاں جرمن سیکھنے کے علاوہ رقص، موسیقی، کشتی رانی اور ہائیکنگ کے درس بھی لے رہے تھے۔عطیہ فیضی کو اقبال نے دوسرا خط 17 اپریل1909ء میں لاہور ہی میں لکھا۔اس میں اقبال کہتے ہیں:۔’’چند دن ہوئے مس ویگے ناسٹ کا خط مجھے موصول ہوا تھا۔جب میں انہیں خط لکھوں گا، تو انہیں ان دنوں کی یاد دلاؤں گا، جب کہ آپ جرمنی میں تھیں۔آہ! وہ دن پھر کبھی نہ آئیں گے۔‘‘ عطیہ نے ایک دلچسپ واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ایما نے ایک دن اوپرا گانا شروع کیا۔اقبال نے ان کا

ساتھ دینا چاہا لیکن مغربی موسیقی سے ناواقفیت کی بنا پر بے سُرے ہوگئے۔جس پر اقبال کو سخت خفت محسوس ہوئی اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔ایما نے عطیہ سے درخواست کی کہ وہ انہیں کوئی ہندوستانی گیت سکھا دیں۔ایما کی زبان سے یہ گیت ’’گجرا بیچن والی نادان‘‘ سن کر اقبال کو جو خوشی ہوئی اور جو اثر ہوا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔یہ بات تو ظاہر تھی کہ معاملہ یک طرفہ نہیں تھا بلکہ ایما بھی اقبال سے بے حد متاثر تھیں۔ایما کے نام انگریزی میں لکھا گیا ایک خط جس میں اقبال نے لکھا:۔’’میں جرمن بھولتا جارہا ہوں۔صرف ایک لفظ یاد رہ گیا ہے، ایما!‘‘ عطیہ فیضی کی کتاب ’’اقبال‘‘ میں درج ہے کہ اقبال ایما کے ساتھ رقص بھی کیا کرتے تھے۔ماہرین اقبالیات کے مطابق معاملہ صرف زبان کلامی تک نہیں رہا تھا بلکہ اقبال ایما سے شادی کرنا چاہتے تھے۔

ایما1908ء کے لگ بھگ ہندوستان جانا چاہتی تھیں لیکن ان کے بڑے بھائی کارل نے انہیں تنہا دوسرے ملک جانے سے منع کردیا تھا۔دوسری طرف اقبال ہندوستان جاکر یورپ واپس جانا چاہتے تھے جس طرح ایما کے بڑے بھائی نے ان کو جانے سے روکا اسی طرح اقبال کے بڑے بھائی نے بھی ان کو ولایت بھیجنے سے روک دیا۔خطوط اقبال میں ایما کو لکھے گئے ایک خط کا اقتباس:۔’’میں ہمیشہ آپ کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں اور میرا دل ہمیشہ بڑے خوب صورت خیالات سے معمور رہتا ہے۔ دونوں تصویریں بڑی خوبصورت ہیں اور وہ میرے مطالعہ کے کمرے میں میری میز پر رہیں گی، لیکن یہ مت باور کیجیے کہ وہ صرف کاغذ پر نقش ہیں بلکہ وہ میرے میں بھی جاپذیر ہیں اور تادوام رہیں گی لیکن میں یہ ضرور تسلیم کرتا ہوں کہ آپ میری زندگی میں ایک حقیقی قوت بن چکی ہیں۔مندرجہ بالا اقتباسات میں اقبال کی قلبی، ذہنی اور روحانی کیفیت میں اعتماد، پیار اور محبت کی جھلک اور تڑپ واضح ہے۔علامہ اقبال ایما کو لکھتے ہیں:۔’’کچھ عرصے بعد جب میرے پاس پیسے جمع ہوں گئے تو میں یورپ کو اپنا گھر بناؤں گا۔‘‘اس تمام عرصے میں ایما کی یاد ان کے دل سے کبھی محو نہ ہوسکی۔ایما سے ملاقات کے24 برس بعد1931ء میں گول میز کانفرنس کے لیے جب اقبال لندن گئے تو اس وقت بھی انہوں نے جرمنی جاکر ایما سے ملنے کی کوشش کی تھی۔لیکن اُس وقت تک اقبال نے مزید اور دو شادیاں کرلی تھیں۔اور ان کے بچے جوان ہوگئے تھے۔اس لیے یہ ملاقات نہیں ہوسکی۔

> ہائیڈل برگ میں عطیہ نے دیکھا کہ اقبال کے اساتذہ جب انہیں ٹوکتے تھے وہ بچوں کی طرح اپنے ناخن چبانے لگتے۔عطیہ کے بیان کے مطابق اقبال یہاں جرمن سیکھنے کے علاوہ رقص، موسیقی، کشتی رانی اور ہائیکنگ کے درس بھی لے رہے تھے

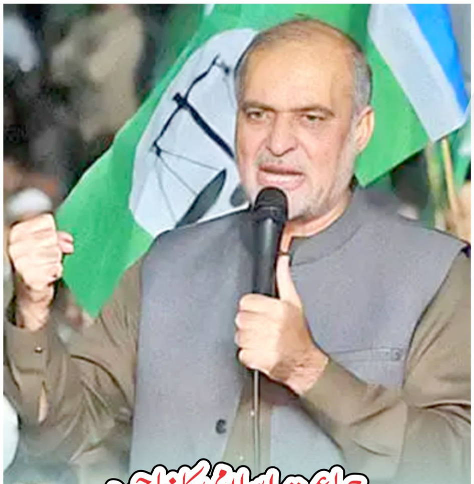

جماعت اسلامی کا نیا چہرہ

# انجینئر حافظ نعیم الرحمٰن

## کراچی کی آواز بننے والے شرمیلے جوان کو کرکٹ اور ادب سے گہرا لگاؤ ہے

ریاض سہیل

حال ہی میں امیر جماعت اسلامی کراچی حافظ نعیم الرحمن کو امیر جماعت اسلامی پاکستان منتخب کرلیا گیا۔حافظ نعیم الرحمٰن جماعت اسلامی پاکستان کے چھٹے امیر منتخب کیے گئے ہیں، وہ 2029 تک جماعت اسلامی پاکستان کے امیر رہیں گے۔اس سے قبل حافظ نعیم الرحمٰن امیر جماعت اسلامی کراچی کے طور پر فرائض انجام دے رہے تھے۔ جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ لاہور میں گزشتہ دنوں پریس کانفرنس کرتے ہوئے صدر الیکشن کمیشن جماعت اسلامی اورنائب امیر راشد نسیم نے ان کی کامیابی کا اعلان کرتے ہوئے کہا تھا کہ حافظ نعیم الرحمٰن جماعت اسلامی کے نئے امیر ہوں گے۔انہوں نے بتایا کہ 1941 سے ہر 5 سال بعد انتخاب ہوتے ہیں، یہ جماعت اسلامی کا مسلسل 19 واں انتخاب ہے، جماعت اسلامی کے انتخابات کی امارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی مخصوص علاقے کی جماعت نہیں ہے، شوری نے 3 نام امیر تجویز کیے تھے لیکن اس کے ساتھ کارکن آزاد ہیں وہ کسی اور کو بھی ووٹ دے سکتے ہیں۔19 فروری سے بیلٹ کی تقسیم کا کام شروع ہوگیا تھا،45 ہزار 8 سو 21 ارکان کو بیلٹ تقسیم کیے گئے،82 فیصد ووٹ کاسٹ ہوئے ہیں۔حافظ نعیم الرحمٰن اس عہدے پر فائز ہونے والے چھٹے شخص ہیں، ان سے قبل مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (1941-72)، میاں طفیل محمد (1972-87)، قاضی حسین احمد (1987-2008)،منور حسن (2008-2013) سراج الحق (2013-2024) تک بطور امیر جماعت اسلامی فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔واضح رہے کہ امیر کے انتخاب کے لیے صدر انتخابی کمیشن نے رہنمائی کے لیے 3 ناموں کا اعلان کیا تھا، جن میں سراج الحق، لیاقت بلوچ، حافظ نعیم الرحمٰن شامل تھے۔

حافظ نعیم الرحمٰن نے 8 فروری 2024 کو ہونے والے عام انتخابات میں سندھ اسمبلی کی نشست پر کامیابی حاصل کی تھی لیکن وہ اس سیٹ سے دست بردار ہوگئے تھے اور کہا تھا کہ یہ نشست تحریک انصاف کے حمایت یافتہ آزاد امیدوار نے جیتی ہے اور انہیں صرف جماعت اسلامی کی جانب سے رائے الیکشن نتائج کے خلاف مزاحمت اور احتجاج کے دباؤ کو کم کرنے کے لیے فاتح قرار دیا گیا۔حافظ نعیم الرحمٰن نے پارٹی کے کراچی ہیڈ کوارٹر میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا تھا کہ 'ہمیں ایسا ایک بھی ووٹ نہیں چاہیے جو ہمارا نہ ہو اور ہم اپنا ایک ووٹ بھی نہیں چھوڑیں گے، وہ مخالف امیدوار سے ایک ہزار ووٹ سے ہارے ہیں اس لیے ان کا ضمیر گوارا نہیں کرتا کہ وہ یہ سیٹ قبول کریں۔ان کے اس اعلان کے باوجود، الیکشن کمیشن آف پاکستان نے صوبائی اسمبلی کے حلقے سے معمولی تاخیر کے بعد ان کی کامیابی کا نوٹی فکیشن جاری کردیا تھا۔گزشتہ سال سندھ کے بلدیاتی انتخابات کے بعد حافظ نعیم الرحمٰن نے میئر کراچی کے امیدوار کے طور پر پیپلز پارٹی کے رہنما مرتضیٰ وہاب کے مدمقابل الیکشن میں حصہ لیا تھا اور مرتضیٰ وہاب کے حاصل کردہ 173 ووٹوں کے مقابلے میں 160 لے سکے تھے۔

پاکستان کے موجودہ سیاسی افق پر حافظ نعیم الرحمان حیدرآباد سندھ سے تعلق رکھنے والے پہلے سیاسی تنظیمی سربراہ ہیں۔ان کی پیدائش 1972 کو حیدرآباد میں ہوئی اور ان کا گھرانہ علی گڑھ سے تعلق رکھتا تھا۔ان کے والد عرضی نویس تھے اور حیدرآباد جنرل پوسٹ آفس کے باہر عرضیاں لکھا کرتے تھے۔ تاہم انہوں نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔حافظ نعیم نے میٹرک تک تعلیم حیدرآباد میں ہی حاصل کی۔ان کے تین بھائی ہیں جن میں سے ایک ایم بی بی ایس اور ایک بی ڈی ایس ڈاکٹر ہیں جو ایل ایم سی جام شورو سے فارغ التحصیل ہیں اور نارتھ ناظم آباد، بلاک اے میں کرائے کے مکان میں رہتے ہیں۔حافظ نعیم الرحمٰن کی اہلیہ شمائلہ نعیم ڈاکٹر ہیں اور جماعت اسلامی کی فعال رکن ہیں۔حیدرآباد سے میٹرک کے بعد حافظ نعیم الرحمٰن کی فیملی کراچی منتقل ہوگئی، انہوں نے پاکستان شپ اونرز کالج سے انٹرمیڈیٹ کیا اور این ای ڈی یونیورسٹی سے بیچلر آف انجینئرنگ (بی ای) سول انجینئرنگ میں کیا، بعدازاں انہوں نے کراچی یونیورسٹی سے اسلامک ہسٹری میں ماسٹرز بھی کیا ہے۔حیدرآباد میں 1988 میں لسانی فسادات میں شدت آنے کے بعد حافظ نعیم کا گھرانہ حیدرآباد کے علاقے لطیف آباد سے کراچی منتقل ہو گیا اور یوں حافظ نعیم نے ناظم آباد میں شپ اونر کالج میں داخلہ لیا اور سیاست میں قدم رکھا۔یہ وہ وقت تھا جب ایم کیو ایم مہاجر قومی موومنٹ کے طور پر موجود تھی اور طلبہ سیاست سے لے کر شہری سیاست پر اس کی گرفت مضبوط ہوچکی تھی۔ جبکہ اس سے قبل تعلیمی اداروں میں اسلامی جمعیتِ طلبہ (جماعت اسلامی کی سٹوڈنٹ ونگ) کا تسلط رہا تھا۔حافظ نعیم الرحمان کہتے ہیں کہ وہ مذہبی رجحان رکھنے والے شرمیلے نوجوان تھے۔ وہ کالج میں سیدھا جمعیت کے مقامی امیر کے پاس گئے اور شمولیت اختیار کرلی۔اس کے بعد طلبہ تنظیم کی سرگرمیوں اور سٹڈی سرکلز سے ان میں اعتماد آتا گیا۔ انہیں کرکٹ اور عمران سیریز سمیت ادب سے بھی لگاؤ رہا۔کالج کے بعد وہ این ای ڈی یونیورسٹی کے شعبے سول پہنچے۔ ان کا جمعیت کے ساتھ تعلق برقرار رہا۔اس عرصے میں دو بار گرفتاری بھی عمل میں آئی۔ پہلے جمعیت کراچی اور اس کے بعد وہ مرکزی امیر کے منصب تک پہنچے میں کامیاب ہوگئے۔اس وقت قومی سطح کی سیاسی جماعتوں کے سربراہان میں وہ ان چند سیاستدانوں میں سے ہیں جو طلبہ سیاست کے محاذ سے قومی سیاست کے دھارے میں آئے، وہ بھی بغیر کسی موروثی سپورٹ کے۔

وہ زمانہ طالب علمی میں جماعت اسلامی کے طلبہ ونگ اسلامی جمعیت طلبہ سے وابستہ ہوئے اور ایک فعال و متحرک طالب علم رہنما کے طور پر اپنی شناخت منوانے میں کامیاب ہوئے۔وہ طلبہ کے حقوق کے لیے آواز اٹھانے پر گرفتار بھی ہوئے اور مختلف مواقع پر 3 بار جیل کاٹی۔وہ اسلامی جمعیت طلبہ کراچی اور پھر صوبہ سندھ جمعیت کے ناظم بھی رہے، انہیں 1998 میں اسلامی جمعیت طلبہ کا ناظم اعلیٰ یعنی مرکزی صدر منتخب کیا گیا، وہ 2 سال اسلامی جمعیت طلبہ کے ناظم اعلیٰ رہے۔اسلامی جمعیت طلبہ سے فراغت کے بعد انہوں نے جماعت اسلامی پاکستان میں شمولیت اختیار کی اور عملی سیاست میں قدم رکھا۔وہ 2001 کے شہری حکومتوں کے انتخابات میں ضلع وسطی کراچی کی ایک یونین کونسل سے نائب ناظم کا الیکشن لڑے اور کامیاب ہوئے۔وہ لیاقت آباد زون کے امیر جماعت اسلامی، ضلع وسطی کے نائب امیر، کراچی جماعت اسلامی کے جنرل سیکرٹری اور نائب امیر بھی رہے 2013 میں انہیں جماعت

> پاکستان کے موجودہ سیاسی افق پر حافظ نعیم الرحمان سندھ سے تعلق رکھنے والے پہلے سیاسی تنظیمی سربراہ ہیں، ان کا گھرانہ علی گڑھ سے تعلق رکھتا تھا۔حافظ نعیم کے والد عرضی نویس تھے جو حیدرآباد جنرل پوسٹ آفس کے باہر عرضیاں لکھا کرتے تھے

اسلامی کراچی کا امیر منتخب کیا گیا۔بطور امیر جماعت اسلامی کراچی انہوں نے کراچی کی سیاست پر طاری جمود کو غیر معمولی جرات اور تحرک کے ذریعے توڑا، کراچی کے مسائل کے حل اور حکومتی زیادتیوں کے خلاف پرزور آواز بلند کرنا شروع کی۔انہوں نے کراچی میں امن و امان کی خراب صورتحال، کے الیکٹرک، نادرا کے حوالے عوامی مسائل اور بحریہ ٹاؤن متاثرین کے لیے آواز اٹھائی۔کراچی میں جماعت اسلامی نے حافظ نعیم الرحمٰن کی قیادت میں 'حق دو کراچی کو تحریک' کا آغاز کیا، جب حکومت سندھ نے بلدیاتی اداروں کے

> زمانہ طالب علمی میں جماعت اسلامی کے طلبہ ونگ سے وابستہ ہوئے اور ایک فعال و متحرک طالب علم رہنما کے طور پر اپنی شناخت منوانے میں کامیاب ہوئے۔وہ طلبہ کے حقوق کے لیے آواز اٹھانے پر گرفتار بھی ہوئے اور تین بار جیل بھی کاٹی

اختیارات مزید کم کیے تو جنوری 2022 میں سندھ اسمبلی کے باہر 29 روز کا دھرنا دیا جس کے بعد پیپلز پارٹی کی سندھ حکومت نے بلدیاتی اداروں کے اختیارات واپس کرنے کے لیے معاہدہ پر دستخط کیے۔ان کی قیادت میں جماعت اسلامی نے کراچی کے بلدیاتی انتخابات میں 87 یونین کونسلز اور 9 ٹاؤنز جیت لیے۔8 فروری 2024 کے عام انتخابات میں حافظ نعیم الرحمٰن کی قیادت میں جماعت اسلامی شہر سے پونے 8 لاکھ ووٹ حاصل کیے۔حافظ نعیم الرحمٰن جماعت اسلامی کراچی کے امیر کے ساتھ ساتھ جماعت اسلامی کے فلاحی ونگ 'الخدمت ویلفیئر سوسائٹی کراچی' کے صدر بھی رہے۔

☆☆☆☆

تیری خوشبو،
تیری باتیں،
تیرا چہرہ،
تیری یادیں...!!
چھپانے کو میرے
دل میں ہزاروں قید
خانے ہیں...
ماڈل: رابعہ بٹ
ڈیزائنر: اشرف انقوی
sundaymag@naibaat.com

# کنسیلر لگانے کا صحیح طریقہ

## اس سے آپ کے چہرے پر داغ دھبے نظر نہیں آئیں گے

کنول ناز

اگر آپ آٹھ گھنٹے کی نیند پوری کرتی ہیں تو نہ صرف آپ گہرے حلقوں، پمپلز، اور چہرے کے داغ دھبوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں بلکہ آپ کے چہرے کی تروتازگی بھی برقرار رہے گی۔ کنسیلر کے استعمال کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے چہرے پر فاؤنڈیشن لگائیں اور پھر متاثرہ حصوں پر انگلیوں کی پوروں سے ''کنسیلر'' کو بلینڈ کریں۔ بعض خواتین فاؤنڈیشن لگانے سے پہلے کنسیلر لگاتی ہیں جو درست طریقہ نہیں ہے۔ کیونکہ فاؤنڈیشن لگاتے وقت یہ اُتر جاتا ہے۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقوں کو چُھپانے کے لئے اورنج یا پیچ کلر کا کنسیلر استعمال کریں۔ پہلے ان حلقوں پر اورنج یا پیچ کلر کا کنسیلر لگائیں اور اپنے ہاتھ کی تیسری انگلی جسے (FingrRing) بھی کہتے ہیں ہلکا سا بلینڈ کریں۔ اس کے بعد جلد کی قدرتی رنگت سے ملتا جلتا کنسیلر لگائیں۔ اسی طرح ییلو (Yellow) کنسیلر کے استعمال سے ڈبل ٹون سکن کا تاثر یکساں کیا جاسکتا ہے۔ پمپلز کو چھپانے کے لئے زیادہ تر گرین کنسیلر استعمال ہوتا ہے۔ یہ صرف (Green) پمپلز کے اوپر لگایا جاتا ہے۔ جب پمپلز کی سرخی کم ہو جائے تو روئی سے اپنی جلد سے ملتا جلتا کنسیلر بھی لگالیں۔ تاکہ پورے چہرے کا ایک جیسا تاثر آئے۔ اس کے بعد چہرے پر سیٹنگ پاؤڈر بھی لازمی استعمال کریں۔ البتہ سیٹنگ پاؤڈر اس طرح لگائیں کہ پمپلز نمایاں نہ ہوں۔

### پفی آئیز کے لئے (PuffyEyes)

پفی آئیز یعنی سوجی ہوئی یا ابھری ہوئی آنکھوں کو پرکشش بنانے کیلئے کوئی بھی آئی کریم لیں۔ ہائی لائٹر اور کنسیلر کو اپنے ہاتھ کی پشت پر اچھی طرح ملا کر آنکھوں اور آئی بروز کے نیچے لگالیں۔ اس طرح پفی آئیز کافی بہتر لگتی ہیں۔ اگر یہ آمیزہ آنکھوں کے ارد گرد پھیل جائے تو بلوٹنگ پیپر کی ایک تہہ لے کر اسے یکساں کرلیں۔ آئلی سکن کا چکنا پن دور کرنے کیلئے ''بلوٹنگ پیپر'' کی دوسری تہہ استعمال کرسکتی ہیں۔ ہونٹوں پر بھی کنسیلر استعمال ہو سکتا ہے۔ لپ لائننگ برش پر کنسیلر لگا کر ہونٹوں کے گرد آؤٹ لائن بنائیں اور پھر لپ سٹک یا لپ گلوس لگالیں۔ اس سے ہونٹوں کی شیپ خوبصورت دکھائی دے گی۔ یا پھر ہونٹوں پر کنسیلر لگا کر انگلی سے پھیلا دیں اور پھر کسی بھی پنسل سے آؤٹ لائن بنانے کے بعد میٹ لُک کے لئے کسی پنسل سے ہی فلنگ کر لیں۔ لپ شائنر یا لپ گلوس بھی لگا سکتی ہیں۔ آئی میک اپ خراب نہیں ہوگا۔ بعض دفعہ آئی میک اپ کرتے ہوئے آئی شیڈ آنکھوں کے نیچے گر کر پھیل جاتا ہے اس کا بہت سادہ حل ہے آنکھ کے نیچے ہلکا سا پرائمر یا کنسیلر مکس کر کے لگالیں تو آئی میک اپ بالکل فریش دکھائی دے گا۔ اسی طرح آئی لائنر غلطی سے ادھر ادھر لگ گیا ہے تو مکمل میک اپ صاف کرنے کی بجائے کسی صاف برش پر کنسیلر لگا کر اس نشان کو صاف کرلیں۔

# ہیئر کلر سے بالوں کی صحت تباہ

## متعدد ہیئر کلرز میں پائے جانے والے اجزا سرطان کا سبب بنتے ہیں

لوگ عام طور پر کیمیائی اجزاء کی باہمی آمیزش سے تیار کردہ ہیئر کلر (Hair color) سے بال رنگتے ہیں۔ یہ ہیئر کلر نہ صرف بالوں پر مضر اثرات مرتب کرتا ہے، بلکہ ان کی جڑیں تک کمزور کر دیتا ہے، لیکن اگر بال رنگنے کے بعد مساوی رکھنا چاہتے ہیں تو بال رنگنے کے بعد خاص قسم کا تیار کردہ شیمپو استعمال کریں۔ اس کے علاوہ دھوپ میں نکلیں تو سر کو دوپٹے، اسکارف، کیپ یا بڑے رومال سے ضرور ڈھانپ لیں تاکہ سورج کی شعاعوں کے مضر اثرات سے بالوں کو بچایا جا سکے۔ اگر بالوں کا رنگ بدلنا بہت ضروری ہو تو ہیئر کلر لگانے میں وقفہ ضرور دیں، یعنی ہیئر کلر ہر ہفتے نہیں، بلکہ کئی ہفتوں کے بعد استعمال کریں۔

مقدار میں عرقِ گلاب، شہد اور زیتون کے تیل سے تیار کردہ کنڈیشنر اور بال رنگنے کے بعد خاص قسم کے شیمپو سے بال دھوئے جائیں تو بال چمک دار اور نرم و ملائم رہتے ہیں۔ اصل میں ان کیمیائی اجزاء میں مصنوعی طور پر پروٹینز (لحمیات) اور چربی (Lipid) وغیرہ شامل کی جاتی ہیں، جو قدرتی طور پر بالوں میں موجود ہوتی ہیں اور وہ جھڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ہیئر کلر میں جو رنگ کے مرکب استعمال کیے جاتے ہیں، ان میں امونیا، ہائیڈروجن پر آکسائیڈ اور ''پی پی ڈی'' کی آمیزش ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ امونیا لحمیات کی تہہ کو ختم کر دیتا ہے، تاکہ رنگ یعنی کلر بالوں کے اندر سرایت ہو کر اس کی جڑ کو رنگ دار کر سکے، جب کہ ہائیڈروجن پر آکسائیڈ قدرتی رنگ کاٹ کر مصنوعی رنگ کو اس کا جزو بنانے کا عمل سرانجام دیتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ چاہے آپ بال عارضی طور پر رنگوائیں، کچھ عرصے کے لئے یا مستقل بنیاد پر، ہیئر کلر بالوں کی بیرونی تہہ کیوٹیکل (Cuticle) کی نہ صرف لحمیات ختم ہو جاتی ہے، بلکہ بالوں کی قدرتی چکنائی بھی تلف ہو جاتی ہے۔ متعدد ہیئر کلرز میں ایسے اجزاء پائے جاتے ہیں جو ہارمونز پیدا کرنے والے غدود کے افعال میں شامل ہو کر چھاتی اور دیگر اعضا کے سرطان، پھیپھڑوں میں سوزش اور دمے کا سبب بن جاتے ہیں۔ عارضی یا مختصر مدت کے لئے لگائے جانے والے ہیئر کلرز سے بالوں کو زیادہ نقصان نہیں پہنچتا، کیونکہ چند بار شیمپو سے بال دھونے سے مذکورہ مضر کیمیائی اجزاء دُھل جاتے ہیں، البتہ مستقل طور پر بالوں کی رنگت بدلنے والے ہیئر کلرز بالوں کی اندرونی اور بیرونی ساخت کی خرابی کا سبب بنتے ہیں، جب کہ مہندی کا استعمال نقصان دہ ثابت نہیں ہوتا، بشرطیکہ اس میں کیمیائی اجزاء شامل نہ ہوں۔ اگر آپ ہیئر کلر لگانے کے بعد اپنے بالوں کی اصل رنگت کو برقرار

# وائٹ چکن کڑاہی

چکن آدھا کلو
پیاز تین عدد
دہی ایک پیالی
پسا ہوا لہسن، پسا ہوا ادرک
دھنیہ، سفید زیرہ اور کٹی ہوئی کالی مرچ ایک ایک کھانے کا چمچہ
لیموں کا رس چوتھائی پیالی
ہری مرچیں پسی ہوئی حسب ضرورت
ادرک باریک کٹی ہوئی ایک چوتھائی پیالی
تازہ کریم دو کھانے کے چمچے
براؤن چینی، قصوری میتھی ایک ایک چائے کا چمچہ
ہرا دھنیا چوتھائی پیالی
نمک حسب ذائقہ
تیل ایک پیالی
ثابت ہری مرچ بگھار کیلئے

**تیار کرنے کی ترکیب**

کڑاہی میں آدھی پیالی تیل گرم کر کے مرغی کی بوٹیاں رنگ تبدیل ہونے تک بھونیں، پھر تھوڑا سا پانی لہسن، ادرک، پیاز ڈالیں اور ڈھانپ کر پکائیں۔ اس میں دھنیا، زیرہ، کالی مرچ، لیموں کا رس، ہری مرچیں باقی تیل اور نمک ڈال کر مزید پانچ منٹ تک پکائیں۔ اس میں دہی اور براؤن چینی ملا کر بھونیں، پھر کریم میتھی اور ہرا دھنیا ملا کر ڈش میں نکالیں، پھر اس کے اوپر ادرک ڈالیں۔ فرائنگ پین میں دو کھانے کے چمچے تیل گرم کر کے ہری مرچیں تل لیں اور کڑاہی میں ڈال کر پیش کریں۔

# شان کی بیٹی کی فلم انڈسٹری میں انٹری

## بہشت شاہد کے ڈانس کے شائقین بھی معترف

شوبز رپورٹر

پاکستانی فلموں کے ماضی کے مقبول ہیرو شان شاہد کی بیٹی بہشت شاہد نے تصدیق کی ہے کہ وہ جلد ہی فلم ڈیبیو کرتی دکھائی دیں گی۔ بہشت شاہد کی وائرل ہونے والی مختصر ویڈیو میں انہوں نے فلم انڈسٹری میں قدم رکھنے سمیت اپنے مستقبل کے منصوبوں پر کھل کر بات کی۔ مذکورہ ویڈیو بہشت شاہد کی جانب سے کچھ عرصہ قبل والد کے ہمراہ دیے گئے ایک انٹرویو کی ہے جس میں شان شاہد نے بھی اس بات پر خوشی کا اظہار کیا تھا کہ ان کی بیٹی فلم ڈیبیو کرنے جا رہی ہیں۔ ویڈیو میں شان شاہد کی صاحبزادی نے تصدیق کی کہ وہ اداکارہ اور بطور لکھاری فلم ڈیبیو کرنے جا رہی ہیں اور مستقبل میں ان کا ہدایت کاری کا بھی ارادہ ہے۔ بہشت شاہد نے والد، دادی اور خاندان کے دیگر افراد کو دیکھ کر فلموں میں کام کرنے کا شوق ہوا اور وہ اچھی شہرت کے حامل فلمی خاندان سے ہونے کی وجہ سے کچھ پریشان بھی ہیں۔ ان کے مطابق چوں کہ ان کا تعلق فلمی خاندان سے ہے تو ان پر ذمہ داری بھی ہے، اس لیے وہ کچھ پریشان بھی ہیں لیکن والد کے ساتھ کی وجہ سے انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا اور وہ ہر وہ کام کریں گی جس متعلق والد انہیں کہیں گے۔ مستقبل میں گلوکاری کرنے سے متعلق بھی انہوں نے لب کشائی کی اور کہا کہ گلوکاری ایک بہت وسیع اور الگ فیلڈ ہے، ابھی اس متعلق کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔ اگرچہ بہشت شاہد نے فلم ڈیبیو کی تصدیق کی، تاہم انہوں نے اپنے ڈیبیو فلم سے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں کی، تاہم امکان ہے کہ ان کی پہلی فلم کو ان کے والد نے ہی پروڈیوس کیا ہوگا اور وہ بھی اس میں ان کے ساتھ دکھائی دیں گے۔ خیال رہے کہ گزشتہ برس بہشت شاہد کی شادی کی ایک تقریب میں ڈانس کرنے کی ویڈیو بھی وائرل ہوئی تھی، جس پر لوگوں نے ان کی تعریفیں کی تھیں۔

# ''امر سنگھ چمکیلا''

## 80ء کی دہائی میں مقبول ہونے والے پنجابی گلوکار کے عروج زوال کی داستان

## بیساکھی کے موقع پر نیٹ فلیکس پر ریلیز ہونیوالی فلم نے شائقین کے دل میں گھر کرلیا

ذیشان احمد

ہدایت کار امتیاز علی کی فلم ''امر سنگھ چمکیلا'' 12 اپریل کو نیٹ فلکس پر ریلیز کی گئی ہے۔ فلم میں امر سنگھ چمکیلا کا کردار دلجیت دوسانجھ جب کہ ان کی بیوی امر جوت کور کا کردار اداکارہ پرینیتی چوپڑا نے نبھایا ہے۔ بائیو پک میں 80 کی دہائی میں مقبول ہونے والے پنجابی گلوکار امر سنگھ چمکیلا کے کیریئر کی عکاسی کی ہے۔ بھارتی ہدایت کار امتیاز علی کو جب وی میٹ، لو آج کل، روک اسٹار، کوک ٹیل، ہائی وے اور تماشہ جیسی رومانوی فلمیں بنانے کی وجہ سے جانا جاتا ہے۔ اب حال ہی میں نیٹ فلکس پر ان کی فلم ''امر سنگھ چمکیلا'' ریلیز ہوئی ہے۔ بارہ اپریل کو بیساکھی کے موقع پر ریلیز ہونے والی یہ فلم

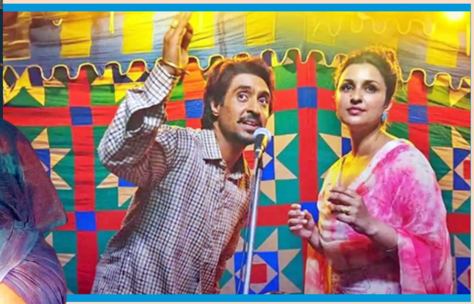

امتیاز علی کے کیریئر کی پہلی بائیو پک ہے جس میں انہوں نے 80ء کی دہائی میں مقبول ہونے والے پنجابی گلوکار امر سنگھ چمکیلا کے کریئر کی عکاسی کی ہے۔ امر سنگھ چمکیلا کو 80ء کی دہائی میں بے پناہ شہرت ملی یہی وجہ تھی کہ انہیں پنجاب کا ''ایلویس'' بھی کہا جاتا تھا۔ 1988ء میں لیجنڈری پنجابی گلوکار کو صرف 27 سال کی عمر میں بھارتی پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں اکھاڑے یعنی کنسرٹ میں جانے سے پہلے نامعلوم افراد نے گولی مار کر قتل کر دیا تھا۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کی بیوی امر جوت کور اور گروپ کے متعدد ساتھیوں کی بھی اس حملے میں ہلاکت ہوئی تھی۔ امتیاز علی نے فلم میں امر سنگھ چمکیلا کے عروج و زوال کی داستان کو بہترین انداز میں فلمایا ہے جب کہ ان کے قتل کی سازش کے بارے میں بھی عکاسی کی گئی ہے۔

امر سنگھ چمکیلا نے 80ء کی دہائی میں پنجابی موسیقی میں جو نام کمایا وہ بہت کم گلوکاروں کو حاصل ہوا ہے۔ ان کا اصل نام دھنی رام تھا اور انہوں نے صرف 19 برس کی عمر میں موسیقی کے دنیا میں قدم رکھا تھا۔ امر سنگھ چمکیلا کی آواز اور گانوں کی ترتیب دوسرے گلوکاروں سے منفرد تھی جب کہ ان کی شاعری بھی نوجوانوں کے دل کو چھوتی تھی۔ اسی وجہ سے ان کے زیادہ تر مداح نوجوان لڑکے لڑکیاں تھے۔ گو کہ انہوں نے 10 سال سے بھی کم عرصے تک گانے گائے لیکن ان کا ہر البم سپر ہٹ ہوا لیکن ان کے زیادہ تر گانوں کے بول پر منشیات کے استعمال اور شراب نوشی کی تشہیر پر اعتراض کیا جاتا تھا۔ امر سنگھ چمکیلا اور امر جوت کور کی فنی جوڑی تو مقبول ہوئی ہی بعد میں انہوں نے اصل زندگی میں ان سے شادی کر لی۔ گلوکار کے نامناسب اور غیر اخلاقی گانوں کی وجہ سے ان کی جان کو خطرہ تھا لیکن انہوں نے کبھی اسے سنجیدہ نہیں لیا۔ آٹھ مارچ 1988ء کو امر سنگھ اور ان کی بیوی کو سرِ عام قتل کیا گیا تھا۔

فلم کی کہانی امر سنگھ چمکیلا اور ان کی بیوی امر جوت کور کے قتل ہی سے شروع ہوتی ہے جس کے بعد فلیش بیک کے ذریعے کہانی کو آگے بڑھایا گیا۔ امر سنگھ چمکیلا کی موت کی وجوہات حقیقت میں تو سامنے نہ آ سکیں لیکن ہدایت کار نے اس فلم میں بتانے کی کوشش کی ہے کہ گلوکار اور ان کے ساتھیوں کی موت کی ذمے دار انتہا پسند سکھ تنظیم تھی جو انہیں متعدد مرتبہ غیر اخلاقی گانے سے منع کر چکے تھے۔ یاد رہے کہ یہ پہلا موقع نہیں جب دلجیت دوسانجھ نے کسی مشہور شخصیت کی زندگی پر بننے والی فلم میں کام کیا ہو۔ اس سے قبل وہ 2018ء میں معروف ہاکی پلئیر اور بھارتی ٹیم کے کپتان سندیپ سنگھ کی بائیو پک سورما میں بھی اداکاری کے جوہر دکھا چکے ہیں۔ اس فلم کی موسیقی آسکر ونر موسیقار اے آر رحمان نے ترتیب دی ہے۔ اے آر رحمان نے جہاں امر سنگھ چمکیلا کے اوریجنل گانوں کو زندہ رکھا وہیں موہت چوہان، اریجیت سنگھ، الکا یاگنک، کیلاش کھیر اور ریچا شرما کی آواز میں کچھ نئی دھنیں بھی بنائیں۔ فلموں اور شخصیات کے آن لائن ڈیٹا بیس ''آئی ایم ڈی بی'' پر امر سنگھ چمکیلا کی بائیو پک کو اب تک 8.3 اسٹارز ریٹنگ ملی ہے۔

# ”تاریخِ اقلیت“

## مصنف عمانوایل یوسف کی بہترین کاوش

### پاکستان کی مختلف اقلیتوں کے نمائندہ مذہبی، سیاسی اور ادبی شخصیات کے انٹرویوز کو موثر انداز میں قارئین کیلئے پیش کیا

ایاز موریس

مجھے علم وادب سے لگاؤ رکھنے والے لوگوں سے ہمیشہ ایک خاص انسیت رہی ہے۔ جناب عمانوایل یوسف سے بھی سے اسی تلاش میں واقفیت ہوئی۔ گزشتہ دنوں میں لاہور میں تھا تو 16 مارچ 2024 کو وہ مجھے ملنے آئے اور اپنے ساتھ اپنی کتاب ”تاریخِ اقلیت“ بھی لائے جو بعد میں مجھے بطور تحفہ پیش کی۔ میری عادت ہے کہ جب کوئی مجھے بڑے خلوص سے اپنی کتاب بالخصوص پہلی کتاب پیش کرے تو میں اُسے پڑھ کر اپنی رائے ضرور دیتا ہوں۔ اس کا بنیادی مقصد مصنف کا شکریہ ادا کرنا ہوتا ہے، دوسرا ان کی تخلیق کو قارئین تک پہنچنا ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر علم وادب کے رشتہ کو مضبوط کرنا ہوتا ہے۔

عمانوایل یوسف ایک پیشہ ور لکھاری نہیں بلکہ وہ یہ کام اپنے جنون سے متاثر ہو کر اپنے خون کو گرم رکھنے کے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے جس کام میں جنون شامل ہو وہ روایتی کام سے مختلف ہوتا ہے۔ تاریخ اقلیت اُن کی اولین تصنیف ہے جس میں پاکستان میں مذہبی اقلیتوں سے تعلق رکھنے والی نامور مذہبی، سیاسی، سماجی اور ادبی شخصیات کے علاوہ کئی ملکی سرکردہ سیاسی شخصیات کے انٹرویو بھی شامل ہیں۔ چونکہ عمانوایل یوسف ایک کل وقتی پرائیوٹ جاب کرتے ہیں اور فیملی سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ کسی خاص کلیسیائی حلقے، این جی او، سماجی تنظیم اور ادارے سے منسلک نہیں ہیں، اس لئے وہ زیادہ داد اور مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ یہ کام کوئی آسان نہیں ہے۔ اس میں بیش قیمتی وقت، سرمایہ، ناقابل بیان محنت اور پیشہ ورانہ مہارت درکار ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں کیمونٹی کی سپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے یہ سفر مزید تکلیف دہ ہوتا ہے اور کیمونٹی کے رویے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کرتے ہیں۔ 307 صفحات پر مشتمل کتاب، دیدہ زیب ٹائٹل، مضبوط جلد اور عمدہ کاغذ پر 2022ء میں شائع ہوئی ہے۔ کتاب کے سرورق کے پس منظر میں پاکستان کا پرچم اور انٹرویو دینے والی نمایاں شخصیات کی تصویریں

**کتاب کے سرورق کے پس منظر میں پاکستان کا پرچم اور انٹرویو دینے والی نمایاں شخصیات کی تصویریں لگائی گئی ہیں۔ عمانوایل یوسف نے اپنی کتاب کا انتساب اپنے والد یوسف مسیح ایڈووکیٹ اور والدہ شانتی یوسف کے نام منسوب کیا ہے**

لگائی گئی ہیں۔ عمانوایل یوسف نے اپنی کتاب کا انتساب اپنے والد یوسف مسیح ایڈووکیٹ اور والدہ شانتی یوسف کے نام منسوب کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے والدین کے نام ”جن کی مثالی تربیت کی وجہ سے مجھے ظالم قوتوں کے خلاف ڈٹ جانے اور ہمیشہ سچ کا ساتھ دینے کا درس ملا۔“ کتاب کے پہلے ابواب میں پاکستانی تاریخی مسیحی و دیگر نان مسلم ہیروز کے مختصر 12 خاکے پیش کیے گئے ہیں۔ جس کے بعد 34 شخصیات کے تفصیلی انٹرویو شامل ہیں۔ میری نظر میں تاریخ کو رقم کرنے کا بہترین طریقہ، عصر حاضر کے ان لوگوں کے انٹرویوز کرنا ہے جو ماضی، حال اور مستقبل کے منظر نامے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ تاریخ لکھتے ہوئے اکثر لوگ اپنی رائے، سوچ اور پس منظر کو تاریخی رُخ پر اثر انداز ہونے سے قاصر رہتے ہیں۔ اس لیے میری نظر میں انٹرویو وہ بہترین ذریعہ ہے جس کے ذریعے ایک صحافی عوامی آواز، جذبات اور سوالات کو انٹرویوز سے براہ راست پوچھ سکتا ہے اور انٹرویو دینے والے کی رائے کو بغیر توڑے مروڑے قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس طرح وہ تاریخ کے حقیقی تناظر کو عوام تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ یہی ایک صحافی اور لکھاری کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ جج بنے بغیر حقائق کو عوام کے سامنے پیش کرے۔ جس کا عمانوایل یوسف صاحب نے بہترین طور پر اظہار کیا ہے۔ انہوں نے بڑے سچے، عوامی اور کھرے سوال کیے ہیں۔

عمانوایل یوسف اپنے ”دیباچہ“ میں لکھتے ہیں۔ ”طالب علمی کے زمانے سے ہی انہوں نے انگریزی کے قومی اخبارات میں ”to the Letter Editor“ میں مختلف موضوعات کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھنا شروع کر دیا، نیز اقلیتوں کے جرائد میں کالم لکھنا شروع کر دیا۔ اس دوران شدت سے محسوس کیا کہ بحیثیت مسیحی اور اقلیت ہمارے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اور تحریکِ پاکستان بعد ازاں تعمیر پاکستان میں اہم کردار ادا کرنے والے مسیحی اور دیگر ہیروز کو جان بوجھ کر ایک سازش کے تحت نظر انداز کیا گیا۔ لہذا اربابِ اختیار اور پالیسی سازوں کی بے حسی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں اپنی اس کاوش کو کتابی صورت میں محفوظ کروں تا کہ ہمارے نوجوان اور آنے والی نسلیں اپنے ہیروز کے بارے میں بھی جان سکیں۔ اپنی اس کاوش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے شروع میں میں نے اپنے محدود مالی مسائل کے باوجود پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کر کے وہاں پر موجود اپنے ہیروز کے انٹرویوز کیے جنہوں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ بعد ازاں انٹرنیٹ، واٹس ایپ اور جدید ٹیکنالوجی کی بدولت بیرون ملک ہجرت کر جانے والے اپنے پاکستانی ہیروز کے انٹرویو بھی کیے جو یقیناً ہمارے پڑھنے والوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگا۔“ سائرہ پیٹر نے ”پیش لفظ: کیا لکھوں“ میں لکھا ہے۔ ”اول تو اس کا مسودہ تاریخ کے یکطرفہ قصوں اور تخیلاتی واقعات سے پاک تھا۔ دوم اس میں معاشرے کے حالات اور معاملات کے بکاؤ بیانیے و درباری کنایے ناپید تھے۔ سوم، یہ کتاب کسی فرعونی عمل و دخل اور اُن کی سرپرستیوں سے عاری تھی۔ چہارم، اس میں انکل سیم اور بگ برادر کافور تھے۔ علم تاریخ کی ایک سنجیدہ طالبہ ہونے کے ناطے مجھے ”تاریخ اقلیت“ میں جو چیز منفرد نظر آئی تھی، وہ اس کا تخلیقی طرز تحریر تھا۔“ چونکہ ان میں سے اکثر لوگوں کے انٹرویو میں نے خود کیے ہیں اور کئی شخصیات کے بارے میں کافی جانتا ہوں۔ تاہم مجھے سب سے زیادہ زبردست محترمہ بے نظیر بھٹو اور سائرہ پیٹر کا انٹرویو لگا، بالخصوص سائرہ پیٹر کا انٹرویو تفصیلی اور غیر روایتی تھا، اُنہوں جوابات بھی بڑے منفرد اور مختلف دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر پیٹر ڈیوڈ، ڈاکٹر کنول فیروز، اور عمانوایل ظفر کے انٹرویو بھی دلچسپ ہیں۔ خیر میں عمانوایل یوسف صاحب کو ایک مرتبہ پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ وہ روایت سے ہٹ کر ایسے لوگوں کے منفرد اور مختلف انٹرویو کریں گے جو مذہبی اقلیتوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے بھرپور کام کر رہے ہیں اور معاشرے میں اپنی منفرد سوچ اور پہچان بنا رہے ہیں۔

☆☆☆☆

# آسمانی بجلی

## فضا اور زمین کے درمیان پیدا ہونے والا کرنٹ

## اس کے زد میں آنے والے جنگلات جل کر راکھ جبکہ انسان اور جانور جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں

سلمان افضل

آسمانی بجلی قدرت کا ایک عجیب و غریب مظہر ہے جس کا ہم آئے دن مشاہدہ کرتے رہتے ہیں لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ آسمانی بجلی کا ایک کوندا (کڑاکا) فضا میں 8 سے 20 ہزار درجے سینٹی گریڈ تک حرارت پیدا کرتا ہے جو سورج کی سطح پر پائی جانے والی حرارت سے بھی کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ آسمانی بجلی اونچے بادلوں میں پیدا ہوتی ہے جنہیں ''کیومولونمبس بادل'' کہا جاتا ہے۔ آسمانی بجلی برق سکونی کی ایک مثال ہے جس کا ہم عام مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اگر اونی سویٹر یا بالوں سے پلاسٹک کا ایک ٹکڑا رگڑا جائے تو وہ دھاگے اور کاغذ کے ٹکڑوں کو اپنی جانب کشش کرتا ہے جو برقِ سکونی (اسٹیٹک الیکٹریسٹی) کی ایک مثال بھی ہے۔ بارش کے دوران بادل میں پانی کے قطرے انتہائی سرد ہو کر برفیلے ذرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور بارش برسنے سے بادل کے اوپری حصے پر مثبت چارج آجاتا ہے جبکہ بادل کے نچلے حصے پر منفی چارج بنتا ہے۔ جب یہ چارج ایک خاص سطح تک پہنچ جائے تو برقِ سکونی کی وجہ سے بجلی نیچے کی جانب سفر کرتی ہے۔ عموماً بجلی بادل کے اندر، ایک بادل سے دوسرے بادل اور پھر دوسرے بادل سے زمین پر سفر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ آسمانی بجلی کو ظاہری طور پر دو اہم اقسام میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ جب آسمان پر کیمرے کے فلیش کی طرح روشنی دکھائی دے تو اسے چادر والی بجلی (شیٹ لائٹنگ) کہا جاتا ہے جبکہ دوسری قسم میں آسمان پر بجلی ٹیڑھی میڑھی لکیروں کی طرح دکھائی دے تو اسے دراڑ نما بجلی یا (فورک لائٹنگ) کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ شاخوں کی طرح کی دراڑ نما آسمانی بجلی بادل سے زمین کی جانب سفر کرتے ہوئے پیدا ہوتی ہے اور بسا اوقات زمین پر گر جاتی ہے۔ جب اس طرح کی آسمانی بجلی پیدا ہوتی ہے تو اس کی توانائی سے اطراف کی ہوا بہت گرم ہو کر پھیلتی ہے جس سے ایک زوردار دھماکہ سنائی دیتا ہے جسے بادلوں کی گرج سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ ماہرین موسمیات کے مطابق آسمانی بجلی فضا اور زمین کے درمیان پیدا ہونے والا کرنٹ ہے، عام طور پر گھروں میں مہیا ہونے والی بجلی میں 220 وولٹ (ایک ایمپیئر) کرنٹ ہوتا ہے جبکہ آسمانی بجلی تقریباً 30 ہزار ایمپیئر کرنٹ پیدا کرتی ہے جس سے اس کی شدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ماہرین کے مطابق بجلی کی چمک اور بادلوں کی گرج میں 30 سیکنڈ سے کم کا وقفہ خطرے کی علامت ہوسکتا ہے اور آسمانی بجلی کی زد میں آنے والی ہر چیز پر اس کا براہ راست اثر ہوتا ہے۔ ہماری زمین پر موجود اشیا پر عموماً مثبت چارج ہوتا ہے اور یوں بجلی کا کڑاکا زمین کی جانب لپکنے کی کوشش کرتا ہے جسے زمین پر بجلی گرنا کہتے ہیں۔ اس سے جنگلات میں آگ لگ جاتی ہے اور لوگ اور جانور جل کر راکھ ہوجاتے ہیں۔

### آسمانی بجلی سے بچاؤ کی تدابیر اور توہمات

پاکستان اور بھارت میں آسمانی بجلی گرنے کے حوالے سے عوام میں کئی توہمات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً گھر کا پہلا بچہ اس کا زیادہ شکار ہوتا ہے تو دوسری جانب بزرگ ہمیں سیاہ کپڑے پہننے سے منع کرتے ہیں لیکن ان دونوں باتوں میں کوئی صداقت نہیں۔ ماہرین موسمیات اس قسم کے توہمات کو رد کرتے ہیں اور انہیں محض واہمہ ہی تسلیم کرتے ہیں۔ البتہ ضروری ہے کہ آسمانی بجلی سے بچنے کی اہم تدابیر کو ضرور اپنایا جائے جن میں بعض درج ذیل ہیں۔

1: کوشش کیجئے کہ ہاتھ میں فون نہ ہو، اسی طرح گھر کی ٹیلیفون لائن اور تاروں سے دور رہیں کیونکہ دھات، سرکٹ مکمل کر کے بجلی گزارنے میں مددگار ہوتی ہے۔

2: اسی طرح بجلی سے چلنے والے دیگر آلات سے بھی دور رہیں لیکن خیال رہے کہ صرف امریکا میں سالانہ لاکھوں کروڑوں مرتبہ بجلی گرنے کے واقعات پیش آتے ہیں یعنی آسمانی بجلی گرنے سے ضروری نہیں کہ لوگ ہلاک ہوں۔

3: امریکا میں گالفر اور مچھیروں پر بجلی گرنے کے زیادہ واقعات رونما ہوئے ہیں شاید اس کی وجہ گالف کی دھاتی چھڑی اور پانی میں بجلی گزرنے کی قدرتی صلاحیت کا ہونا ہے۔ اس لیے کھلے میدان میں جانے اور پانی سے دور رہیں۔

4: اگر آسمان پر بجلی کڑک رہی ہے تو درخت کے نیچے کھڑے ہونے سے گریز کیجئے کیونکہ درختوں پر آسمانی بجلی گرسکتی ہے۔

5: اسی طرح لوہے اور فولاد کے جنگلوں اور دھاتی پائپوں سے بھی دور رہیں۔

6: کشتی میں سوار افراد اور تیراک فوری طور پر کنارے پر پہنچیں کیونکہ پانی کے ذریعے بجلی گزر سکتی ہے۔

7: لوہے کی پائپوں اور فون لائنوں کے ذریعے بھی بجلی گزر سکتی ہے۔ اس لیے صرف ایمرجنسی کالز کے لیے فون استعمال کریں۔

8: بہتر ہوگا کہ نہانے اور برتن دھونے سے پرہیز کریں کیونکہ اگر مکان پر آسمانی بجلی گرتی ہے تو بجلی کا جھٹکا لوہے کی پائپوں کے ذریعے بجلی گزر سکتی ہے۔ محکمہ موسمیات یہ بھی مشورہ دیتا ہے کہ بجلی سے چلنے والے آلات کو بند کردیں۔ اگر بجلی چلی جائے تو موم بتی لگانے کے بجائے ٹارچ کا استعمال کریں

### آسمانی بجلی گرے تو کیا کرنا چاہیے؟

موسمیاتی ماہرین نے تجویز دی کہ اگر کسی شخص پر آسمانی بجلی گرے تو قریب موجود افراد کو فوری طور پر فون کر کے ایمبولینس کو بلانا چاہیے اور اسے فوری طور پر ہسپتال منتقل کرنا چاہیے۔ جس شخص پر آسمانی بجلی گری ہو اس کے جسم پر دو جگہ جلنے کے نشان ہوں گے ایک وہاں جہاں بجلی گری اور دوسرے وہاں جہاں سے بجلی جسم سے باہر نکلی ہو۔ ماہرین کے مطابق اس بات میں کوئی حقیقت نہیں کہ آسمانی بجلی ایک جگہ دو بار نہیں گرتی۔

### 1967ء سے 2019ء کے درمیان بھارت میں ایک لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک

بھارت میں ہر سال 2500 سے زیادہ افراد آسمانی بجلی گرنے سے اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق سنہ 1967ء سے 2019ء کے درمیان ملک میں آسمانی بجلی گرنے سے ایک لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ اس عرصے کے دوران قدرتی آفات سے ہونے والی اموات کا ایک تہائی حصہ ہے۔ آسمانی بجلی گرنے کے واقعات میں زندہ بچ جانے والوں کو جسمانی کمزوری، چکر آنے اور یادداشت میں کمی جیسی علامات کے ساتھ باقی زندگی گزارنا پڑ سکتی ہے۔ انڈیا کے محکمہ موسمیات نے 3 سال قبل آسمانی بجلی کی پیش گوئی کرنے والے نظام کا آغاز کیا تھا، تاہم اب موبائل ایپس کے ذریعے بھی بجلی گرنے کو ٹریک کیا جاسکتا ہے۔ لوگوں کو ریڈیو، ٹی وی اور میگا فون اور رضا کاروں کے ذریعے اس حوالے سے خبردار کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆

> امریکا میں گالفر اور مچھیروں پر بجلی گرنے کے زیادہ واقعات رونما ہوئے ہیں شاید اس کی وجہ گالف کی دھاتی چھڑی اور پانی میں بجلی گزرنے کی قدرتی صلاحیت کا ہونا ہے۔ اس لیے کھلے میدان میں جانے اور پانی سے دور رہیں

> بھارت میں ہر سال 2500 سے زیادہ افراد آسمانی بجلی گرنے سے اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں، سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 1967ء سے 2019ء کے درمیان ملک میں آسمانی بجلی گرنے سے ایک لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہو چکے ہیں

## بیٹی آنے سے زندگی بدل گئی

# کرکٹ نہیں چھوڑ سکتی، پی سی بی کی پالیسیاں قابل تعریف

## سابق کپتان قومی وومن کرکٹ ٹیم بسمہ معروف کا اظہار تشکر

پاکستان ویمن کرکٹ ٹیم کی سابق کپتان بسمہ معروف کا کہنا ہے کہ ماں بننے کے بعد بھی آپ کھیل جاری رکھ سکتی ہیں اور کم بیک کرسکتی ہیں۔ سابق کپتان بسمہ معروف ان دنوں ویسٹ انڈیز ویمن ٹیم کے خلاف سیریز کھیل رہی ہیں اور اس دروان وہ اپنی بیٹی فاطمہ کی بھی دیکھ بھال کررہی ہیں۔ حال ہی میں ایک انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ شادی اور پھر ماں بننے کے بعد پاکستان کرکٹ بورڈ اور والدین نے بہت سپورٹ کیا جس کی وجہ سے میں کم بیک کرنے میں کامیاب ہوئی۔ کامن ویلتھ گیمز2022 میں ان کی بیٹی فاطمہ اور والدہ کو ایکریڈیشن نہیں دیا جارہا تھا، جس کی وجہ انہوں نے کامن ویلتھ گیمز میں نہ جانے کا فیصلہ کیا۔ تاہم اس وقت پاکستان کرکٹ بورڈ نے انہیں بہت سپورٹ کیا اور پیرنٹل سپورٹ پالیسی بنادی، پالیسی بننے کے بعد لگا کہ اب مجھے واپسی کرنی چاہئے، بورڈ نے میرا بہت خیال رکھا ہے لہذا میں پی سی بی کی اتنی اچھی سپورٹ ملنے پران کی شکر گزار ہوں۔ بسمہ معروف کے مطابق جب والدہ اور بیٹی کی ایکریڈیشن مل گئی تو انہوں نے ماں بن کر کامن ویلتھ گیمز میں پاکستان ٹیم کی نمائندگی کی۔ دوران انٹرویو انہوں نے شادی کے وقت اپنے خدشات ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ جب شادی ہوئی تو ایک سوچ تھی کہ کیریئر کو کیسے آگے بڑھاوں گی، شادی کے بعد کیا کروں گی؟ کیا کرکٹ ختم ہوجائے گی؟ کیونکہ میرے لیے کرکٹ کو چھوڑنا آسان نہیں تھا، کئی سالوں کی محنت کے بعد کپتان بنی تھی لیکن ایسے موقع پر والدین نے بھرپور ساتھ دیا۔ انہوں نے سمجھایا شادی اور بچے کی پیدائش کے بعد بھی میں کھیل سکتی ہوں۔ ٹیم مین جگہ بنا سکتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں والدین کی سپورٹ کی وجہ سے میں واپس کرکٹ میں آسکی اور کھیل رہی ہوں۔ بسمہ معروف کا کہنا ہے کہ ”بیٹی کے آنے سے زندگی تبدیل ہوگئی ہے۔ بندہ اپنے آپ کو بھول جاتا ہے۔ آپ کی تمام توجہ بچے کی طرف چلی جاتی ہے۔ اپنے لیے وقت نہیں ملتا۔ مصروفیت بڑھ گئی ہے لیکن چونکہ کرکٹ دوبارہ شروع کردی ہے لہٰذا اس کو بھی دیکھنا ہے۔ مشکل ضرور ہے لیکن امی کے ساتھ ہونے سے مجھے بڑی مدد مل رہی ہے“ مجھے اپنے کریئر اور کھیل کا بھی بخوبی اندازہ ہے کہ اس کی کتنی زیادہ اہمیت ہے۔ میری توجہ مکمل طور پر اپنی کرکٹ پر ہے۔ والدہ کو ساتھ رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ وہ اچھی طرح فاطمہ کی دیکھ بھال کرسکیں اور میں میدان میں اپنی توجہ رکھ سکوں۔ یاد رہے کہ بسمہ معروف نے دسمبر2006 میں اپنے کریئر کا آغاز کیا تھا۔ وہ108 ون ڈے انٹرنیشنل میچوں میں14 نصف سنچریوں کی مدد سے2602 رنز بنا چکی ہیں جن میں سب سے بہترین انفرادی سکور99 ہے۔ وہ سنچری کے بغیر خواتین ون ڈے انٹرنیشنل میں سب سے زیادہ رنز بنانے والی کھلاڑی ہیں۔ وہ44 وکٹیں بھی حاصل کرچکی ہیں۔ اتفاق سے ان کے ٹی ٹوئنٹی انٹرنیشنل میچوں کی تعداد بھی 108 ہے جن میں انہوں نے2225 رنز بنائے ہیں جن میں 11 نصف سنچریاں شامل ہیں۔ انہوں نے36 وکٹیں حاصل کی ہیں۔ وہ اس فارمیٹ میں پاکستان کی طرف سے سب سے زیادہ رنز بنانے والی خاتون کھلاڑی ہیں۔